وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِیَامًا

یعنی خدا کے بندہ وہ ہیں جو رات بھر اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کرکے گزارتے ہیں
نماز تراویح میں بیس رکعت یقینی و فعل حضرت و عمل اہل عشرہ
مبشرہ و خلفائے راشدین و امامان اہل بیت و مجتہدین رضی
اللہ عنہم سنت مؤکدہ بدلائل یقین ثابت ہے۔

نماز بیست رکعت تراویح

در ماہ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۲۳ ہجری

از تالیفات عالیشان یکتائے زمان مولانا مولوی غلام قادر
صاحب بھیروی قریشی حنفی چشتی نظامی باجازت
انجمن حنفیہ حمید الدین خادم العلماء نے برائے
عام و خاص کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

مسجد محمد شاہی انجمن حنفیہ بھیرہ سے ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فضیلت رمضان

زائد از تحریر و بیان

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک میں صحیفۂ ابراہیمی اوّل شب اور توریت ساتویں شب میں اور انجیل تیرھویں شب اور قرآن شریف ستائیسویں شب کو نازل فرمایا۔ انکی برکات مشمول رمضان شریف ہیں۔ جیسا ان کتابوں کا بیان نہیں ہوسکتا ویسا ہی ماہ رمضان کا نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک لیلۃ القدر کی تعریف ناممکن ہے کہ ہزار ماہ سے وہ افضل ہے۔ اور قرآن شریف کے برکات اور انوار جس میں تجلی اسمائے ذاتی و صفاتی کی ہے جن کا حصر عقول میں ناممکن ہے۔ بس خاموشی بہتر ہے۔ اتنا اعتقاد کافی ہے۔ کہ ماہ رمضان مثل سیپارۂ قرآن مجید کے جو مجموعۂ حروف کلمات کا ہے جسکو ایک ایک حرف کی تعریف ناممکن ہے۔ اس کو فضل ایزدی برامت محمدی مختص سمجھکے شکر ادا کیا جائے۔ شکر اسی کا نام ہے کہ تلاوت قرآن شریف معہ تجرد از تعلقات مرغوبات نفسانی اختیار کرکے مسجد میں

معتکف ایک بوریئے یا چادر کا احاطہ بنا لیوے۔ غسل و وضو کرکے دوگانہ
پڑھکر بہ نیت اعتکاف اوسمیں بیٹھے۔ اور دنیا کی کلام کو منع کرے
تلاوت کلام مجید سوائے فرائض و نوافل میں مشغول رہے۔ اور
برائے حاجت بشری یعنے بول و براز بقدر ضرورت جاوے۔ ورنہ
لگا رہے۔ جہت وضو کرکے اپنے اعتکاف کی جگہہ بیٹھ جاوے۔ بہتر ہو
کہ اکیسوین ۲۱ تاریخ رمضان سے شروع کرے۔ اور رویت ہلال
تلک مقیم رہے۔ اور طاق راتون یعنے اکیسون ۲۱ تیئسوین ۲۳۔
پچیسوین ۲۵۔ ستائیسوین ۲۷ شب میں اعتقاد لیلۃ القدر کا کرے اور عبادت
ان راتون میں بہت کرے۔ کہ ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل
ہے۔ اور ہر روز وظیفے پر دعا سلامتی ایمان و کفارہ گناہان
اور برائے اقارب و عزیزان و سکرات الموت و فتنۂ قبر اور فتنۂ حشر
اور عذاب جہنم سے بہت پناہ مانگے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ
ہر رات رمضان میں ایک لاکھ صائم و قائم جہنم دوزخ سے آزاد ہو
جاتے ہیں۔ اور آخر شب رمضان میں برابر ۲۹ لاکھ کے دوزخ سے آزاد کئے
جاتے ہیں جس کا مجموعہ قریباً ساٹھ لاکھ ہے۔ اور روزہ خاص اللہ
کے واسطے ہے۔ اسکی قدر کوئی فرشتہ نہیں جانتا۔ اللہ آپ ہی
جزا دیگا۔ جو عبادت ہے اوسمیں بندہ اور خدا کی شرکت ہے۔ مگر
روزہ خاص واسطے اللہ کے ہے۔ صدقہ فطر موجب قبولیت کا ہے روزہ
واسطے چھوٹے بڑے آدمی خواہ رمضان شریف میں پیدا ہوئے ہو ادا واجب
بروز عید عند الصبح ہو جاتا ہے۔ جب پیدا ہووے تو ادا ہونا
ہے۔ لیکن تاخیر سے۔ تعجیل عشرۂ آخیر رمضان میں کرلی بہتر و افضل
ہے۔ کہ قبل از وجوب ادا کیا گیا۔ سابق فی الخیرات میں داخل ہوا
ایسا ہی زکوۃ قبل از تمام سال افضل ہے۔ اور لیلۃ القدر میں ملائکہ

اور جبرئیل علیہ السلام نزول فرماتے ہیں۔ عابدوں سے ملاقات
کرتے ہیں۔ جبرائیل مصافحہ کرتے ہیں۔ نشان مصافحہ کا یہ ہے
کہ آنسو عابد کے بھر آتے ہیں۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
اسوقت جو دعا کرے قبول ہوتی ہے۔ رمضان کی اول دہائی رحمت
الٰہی۔ دہائی ثانی مغفرت زبانی۔ سیوم دہائی۔ رہائی از ہمہ
آتش ہا۔ تو آخروی عید الفطر یوم دعوت رب العالمین کی
اس دن اچھا کھانا پہننا خوش لباس اور عطر خوشبو لگانا اور سواری
اسپان وغیرہ عبادت ہے۔ اس دن روزہ حرام اور سوا کے
دوگانہ عید فرائض سنن اوقات باقی نوافل مکروہ ہیں۔ صدقہ
عید الفطر قبل از عید مسنون۔ عبادت بدنی و مالی مطہر ذنوب و
مشعور قلوب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اقسام روزہ

روزہ کی چھ قسمیں ہیں:۔

(۱) فرض۔ (۲) واجب۔ (۳) مسنون۔ (۴) مندوب۔ (۵) نفل۔ (۶) مکروہ۔

فرض: ماہ رمضان کے روزے ہیں۔ بقولہ تعالیٰ۔
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ ترجمہ
اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں
واجب: جو کفارات کے لئے ہیں۔ **مسنون:** عاشورہ مع التاسع کے اور چھ
روزے ماہ شوال کے دوسری تاریخ سے چھ تک۔ **مندوب:** ہر ماہ
کے تین روزے ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ۔ **نفل:** روا ہیں جیسے نفلی روزے
مکروہ: اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول فقط عاشورہ کا اکیلا روزہ رکھنا

دوسرا عیدین اور ایام تشریق یعنے گیارہویں بارہویں ۔
تیرہویں ذوالحجہ یہ پانچ روزے حرام ہیں ۔ اور یہ فرمایا کہ رمضان
قیام رمضان تراویح کا پڑھنا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد
ہے ۔ اور صیام رمضان جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا اسکا ثواب
سال بھر کے گناہ دور کر دیتا ہے ۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبتک میری امت افطار
روزہ میں جلدی کریگی ۔ اور سحری کہانے میں دیر اونکا حال بہتر
رہیگا ۔ اور جب افطار میں دیر کرینگے اور سحری میں جلدی کرینگے
تو خیر و برکت سے محروم رہینگے ۔

مباحات روزہ

روزہ کی فراموشی میں کہانا ۔ پینا ۔ صحبت کرنا ۔ دوسرا دوسرے
روزہ دار کو کہاتا پیتا دیکھے تو یاد دلا دے ۔ اگر بھوک سے بیتاب
ہوکر کہاتا ہے تو دیکھنے والا یاد نہ دلاوے ۔
نگاہ کرتے انزال ہو جانا ۔ تھوڑی بہت نظر یکساں ہے ۔
آنکھوں میں سرمہ لگانا ۔ اگرچہ سرمہ کی تلخی حلق تک پہنچے ۔
سینگیاں لگوانا
غیبت کرنا ۔
ولیکن ارادہ روزہ توڑنے کا کرنا ۔ اور توڑے نہ حلق میں بلا اختیار
اختیار چلا جانا ۔
خراس کے حلق میں غبار خراس کا چلا جانا ۔ مکھی کا منہ میں چلا جانا ۔
احتلام ہو جانا ۔
دانتوں سے خون نکل کر اندر چلا جانا ۔

سحری کھاتے ہوئے سفیدی صبح کی نظر آئے لقمہ منہ سے نکال دینا۔

دوا منہ کو ٹتے ہوئے۔ اسکی ہوا حلق میں پہنچے اور روزہ بھی یاد ہو۔ رات کو جنب ہوا صبح کی نماز تک نہ غسل کیا فرج کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالنا۔ کان میں پانی پڑ جائے۔ لکڑی سے کان کو کھجائے۔ ناک میں بلغم ہو۔ جان کر دماغ کیطرف کھینچ لینا۔ بہتر ہے کہ بلغم کو نکال ڈالے جیسا امام شافعی کا مذہب ہے۔ جوش سے منہ کا آجانا۔

دانتوں کی چیز جو چنے سے کم ہو زبان سے بھول کر نگل جانا اگر چنے کے برابر ہو تو مفسد روزہ ہے۔

موجبات قضاء وکفارہ

دانستہ کھانا پینا صحبت کرنا۔

غذا یا دوا کا کھانا۔

بارش کا پانی منہ سے اندر چلا جانا۔

کچا گوشت کھا جانا۔

چربی کا کھانا۔

گیہوں کا دانا چبا کر کھانا مگر اوسکا چھلکا چبا کر کھائے۔ پانی چبائے تو دونوں منہ میں مست جاتے ہیں۔ مفطر روزہ نہیں افطار موجب کفارہ کی شرط ہے۔ کہ روزہ کامل ہو جسکی سحری سے نیت کی جاتی ہے۔ اگر دن چڑھے نیت روزہ کی کر اور روزہ توڑ ڈالے تو کفارہ نہیں۔

اور غذا میں شرط ہے کہ مقتنا و مرغوب ہو (عادی ہو) غیر معتاد

کچا گوشت، چربی، پتے درختوں کے انکے کھانے سے قضا ہے کفارہ نہیں۔

عوارض جنسے افطار روا و جائز ہے

سفر شرعی یعنے چالیس کوس کا سفر جسمیں نماز کی قصر واجب ہے

حمل عورت کا۔

شیر خوار بچے کو دودھ پلانا۔

جب عورت کو اپنی جان یا بچہ کا خوف ہو۔

مرض مریض جب خوف زیادتی مرض کا ہو۔

مجبوری جابر کی۔

خوف موت کا۔

نقصان ہونا عقل کا۔

مسئلہ تراویح

نماز تراویح ماہ رمضان میں باجماع صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین بیس رکعت سنت معین مؤکدہ ہیں اور جماعت انکی سنت کفایہ ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ و سنن بیہقی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رمضان میں بیس رکعت نماز تراویح بجماعت ادا کرتے۔

وقت تراویح کا بعد ادائے فرض عشاء و سنت کے تمام شب ہے کہ وتر سے پہلے ہوں یا پیچھے۔ مستحب ہے کہ ثلث لیل کے بعد پڑھے۔

فرض و سنت عشاء کے آخیر شب میں مکروہ اور تراویح غیر مکروہ ہے۔

جس مسجد میں جماعت فرض عشا کی نہ ہو۔ اس میں جماعت تراویح کی مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص فرض کی جماعت کے بعد نماز فرض و سنت تنہا ادا کر کے۔ یا دوسری مسجد میں فرض بجماعت پڑھ کر آوے۔ اور شامل جماعت تراویح کے ہو جاوے تو ثواب میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو تراویح امام کے ساتھ سے رہ جاویں۔ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر بقیہ تراویح پیچھے پڑھے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن جماعت کرائی۔ آپ مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ یعنی تین دن پڑھائی۔ چوتھی رات صحابہ نے جمع ہو کر آگاہ کیا۔ حضرتؐ اپنے اعتکاف کی جگہ بیٹھے رہے۔ باہر نہ نکلے۔ صحابہ نے جماعت کی درخواست کی ارشاد فرمایا۔ گھروں میں جا کر پڑھو۔ سب صحابہ گھروں میں پڑھتے رہے بعد و حضرت عمرؓ کی خلافت میں بھی ایسے ہی جدا جدا پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اب وہ عذر فرضیت کا جو حضرتؐ نے بیان کیا تھا۔ نہیں رہا۔ اب بہتر ہے کہ سب جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے پڑھیں۔ اس میں دو سنتیں ادا ہونگی۔ ایک ختم قران شریف کا۔ دوسرا نماز تراویح۔ کیونکہ سب کو قران شریف یاد نہیں۔ سوائے امام کے سنت ختم کی دوسروں سے ادا نہ ہوگی۔ یوں ہیں حافظ اور غیر حافظ سنت ادا کرینگے۔ قران شریف کا پڑھنا اور سننا ایک درجہ رکھتا ہے۔

سب صحابہ نے اس پر عمل کیا اور خوش ہوئے۔ اور تابعین و امامان مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک۔ امام احمد۔ سب متفق ہیں کہ تراویح میں بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔

ان بیس رکعت اسواسطے پڑھتے ہیں کہ اہل مکہ کی تراویح میں

ہر ترویحہ پر طواف کعبہ اور رکعتیں ہوتی تھیں اسکے رشک میں چار
رکعت بعد ہر ترویحہ کے پڑھتے تھے۔ مگر اصل تراویح بیس۲۰ رکعت
تھیں۔ یہ ۱۶ رکعت زائد بجائے طواف وہ دوگانہ طواف پڑھتے۔
غرض تراویح کی بیس رکعت ہونے میں کسی کو کلام نہیں جیسا کہ
بدرالدین عینی نے تحقیق کرکے لکھا ہے۔ اور وہ روایت کہ
حضرتؐ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ
نہیں پڑھتے تھے۔ یہ تحقیق والوں کے شان نہیں۔ شاذ ہے جبکہ حضرت
نے مسجد میں تین رات جماعت پڑھائی۔ اور چوتھی رات میں سبکو حکم
فرمایا کہ گھروں میں جاکر پڑھو۔ جیسا کہ امام طحاوی نے معانی الآثار میں
لکھا ہے۔ تو یہ حضرتؐ کا نماز پڑھانا اور حکم فرمانا سبکو معلوم تھا۔
اب اس کے برخلاف یہ سوال جواب پیش کرنا کہ حضرت صدیقہؓ سے ابی سلمہ
نے پوچھا کہ حضرتؐ کی نماز رمضان میں کس قدر ہوتی تھی۔ تو آپ نے جواب
دیا کہ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ اسکو بدرالدین
عینی نے خلاف تحقیق لکھا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ حضرت صدیقہ
فرماتی ہیں۔ کہ حضرت سترہ۱۷ رکعت پڑھتے تھے۔ بارہ۱۲ تہجد۔ تین
وتر۔ دو بعد وتر۔ دیکھو عینی بخاری صفحہ
اور نیز نماز تراویح کی بیس رکعت مسجد میں پڑھیں۔ سب صحابہ نے حضرت
کے ساتھ پڑھی ہیں۔ اور جب ارشاد حضورؐ کے گھروں میں پڑھتے رہے
اس نماز کی بابت کوئی سوال جواب نہیں ہوا۔ اگر سوال جواب
ہوا ہے تو تہجد معمولہ اور واجبہ کی نسبت ہوا ہے وہ حضرتؐ پر تو واجب
تھے۔ اور صحابہ پر مستحب قیام وصیام رمضان کی حدیث صاف
بیان فرماتی ہے کہ نماز تراویح تہجد سے جدا ہیں۔ حدیث
یہ سنت نہیں ہو سکتی ہیں اور وہ نوافل۔ گیارہ رکعت کی حدیث

کو تراویح بتانا خلاف اسلام ہے۔ کیونکہ جو قول و فعل صحابہ کرام کا ہے وہ عین حکم الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ:- تم کل بنی آدم کی جماعتوں سے اچھی جماعت ہو۔ امر شرعی کا حکم کرتے ہو اور غیر مشروع سے روکتے ہو خصوصاً جماعت مہاجرین اور انصار اور عشرہ مبشرہ کے افعال و اقوال سے خدا و رسول کریم راضی ہے۔ پس جو انکے فعل پر راضی نہ ہو اور انکے فعل کو مشروع نہ سمجھے وہ منکر خدا و کلام خدا ہے۔

تراویح کا بیس رکعت ہونیکا سر الٰہی یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز فرض مع الوتر کہ مثل فرض کے ہیں، بیس رکعت ہیں اور ہر ایک رکعت کے تکمیل ایک ایک رکعت تراویح کی ہے۔ سنت نبوی مثل حکم الٰہی کے ہے۔ فرق اتنا ہے کہ سنت نبوی کا نام واجب و سنت ہے۔ اور حکم الٰہی کا نام فرض ہے۔ جو سنت کا تارک ہے۔ وہ فرض کا ناتمام کرنے والا ہے۔ تو اس کے فرض کامل ادا نہیں ہو سکتے۔ پس تارک سنت تارک فرض کامل کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اسی راز کو بیان فرمایا ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

یعنے جو شخص کسی نماز کو جانکر قصداً ترک کرے یعنی بالکل ادا نہ کرے یا کامل نہ ادا کرے۔ تو وہ کافر العمل ہے مگر احمد حنبل صاحب کافر کہتے ہیں۔

سو اصل بات یہی ہے کہ نماز ناقص رتبہ کمال سے دور ہے مغفرت الٰہی سے محروم و مہجور ہے۔ تو ادائے ناقص میں تکمیل امر

الٰہی کی نہ ہولی۔
پس کفران یعنے عدم امتثال امر الٰہی کا ہوا۔ واللہ ہادی الی
سوائے السبیل۔

فضائل اسلام

الاسلام یعلو ولا یعلی

یعنے اسلام ہر بات میں زبردست ہے۔ زیر دست نہیں کیا جاتا۔
علم حکمت میں ایسا ہے کہ کل عالم کے حکما و فضلا متقدمین و متاخرین
قائل ہو گئے۔ کہ اسلامی علم سب کا اوستاد ہے۔ عدالت اسلام کی ایسی
ہے۔ کہ جمیع سلاطین عادل قائل ہو گئے۔ کہ اسلام کا عدل سب پر
فائق ہے۔ شجاعت ایسی کہ رستم و زال کی شجاعت پائمال کردی۔
سخاوت ایسی۔ کہ عرب حاتم کی سخاوت بھول گئے۔ صداقت ایسی
کہ کل علمائے یہود و نصارا مقر ہی تھے۔ جنہوں نے توریت انجیل
کو تحریف اور تصحیف کیا تھا شرمندہ ہو گئے۔ زہد و تقویٰ کل ایسا کہ رہبان
نصاری شرمسار ہو گئے۔ فصاحت ایسی کہ مہذب عرب زبان دان طفل
ابجد خوان بن گئے۔ سیادت ایسی کہ کل شاہان زمان اخلاق کے
سامنے غیر مہذب و نادان ہو گئے۔ شاہد اس کلام کا یہ و آل و صحابہ
کرام کی ہے کہ جامع جمیع مکارم اخلاق کے تھے جس کے سبب
تھوڑے عرصے میں مالک زمین کے ہو گئے۔ سبب یہ عیاں ہو گیا
کہ اسلام عالی ہے۔ افلاک اور اربع عناصر پر حاکم ہے۔ سب کو
مسخر کر لیا جیسا کہ قرآن مجید میں تسخیر آسمان و زمین سب چیزوں کا اسلام کو
ثابت کر رہا ہے۔ ان پر انکی افواج خشک قدم چلی گئی۔ جیسا قعقاع بن عمرو
و دیگر نے نیل پر بغیر فوج کے ساتھ خشک پار گذر گیا۔ اتنا کہا

اور نیل تھنے نافرمان قوم موسیٰؑ کو بار، ور است سے وشت ۔ ہم فرمانبردار
امت حبیب اللہ کے ہیں۔ بحکم راستہ دیدے ۔ ہم چالیس ہزار جم
گیا۔ خشک پاؤں پار اتر گئے۔ ایسے ہی جب ابو العلاء حضرمیؓ سپہ سالار
فوج مرسلہ خلیفہ اوّل کے ہو کے جزیرہ بحرین برائے اخذ زکوٰۃ
گئے ۔ تو دریا اخضر میں کوئی جہاز نہ تھا۔ دریا کو فرمایا۔ کہ ہم فوج مرسلہ
خلیفہ رسول اللہ کے ہیں۔ رستہ دیدے ۔ یہ کہکر سمندر پہ چلے اور بلا
پار اتر گئے گھوڑوں کے سم بھی نہ بھیگے۔ اسی طرح طی الارض اور
طی الزمان یعنے مسافت جانا زمانے دراز کا اندک زمانے میں جیسے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رکاب میں پاؤں رکھکر گھوڑے پر سوار
ہوتے دوسری رکاب میں پاؤں پہنچنے تک قرآن شریف ختم کر لیتے
اور قصہ احمد سبتی بن ہارون رشید کا جو تارک الدنیا ہو گیا تھا قطب
ہو کر فوت ہو گیا تھا بعد وفات شیخ محی الدین عربی نے اور قاضی
حمید الدین ناگوری نے اسکو مکہ میں طواف کرتے ہوئے دیکھا۔
پہچان گئے کہ یہ روح ہے محسوس بشکل انسان ہے۔ اس سے شیخ نے
پوچھا کہ تم کون ہو۔ اسنے کہا میں احمد سبتی ہوں۔ شیخ نے کہا سبتی
کیوں کہلاتے تھے۔ سبت تو ہفتہ کے دن کو کہتے ہیں فرمایا کہ
یکشنبہ سے جمعہ تک خدا تعالیٰ ہمارے کام میں تھا۔ یعنے آسمان و زمین
اور دنیا بنا کر ہفتہ کو فارغ ہو گیا تھا۔ میں بھی چھ دن خدا کی عبادت
میں رہتا تھا۔ ہفتہ کے روز اپنی قوت لایموت کا کوئی سبب کر لیتا
تھا۔ شیخ نے پوچھا کہ میں نے سنا تھا۔ کہ آپ ہر روز ایک ختم قرآن شریف
کیا کرتے تھے۔ احمد نے فرمایا سات ہزار۔ شیخ نے خیال
کیا کہ سہو ہوگا۔ فرمایا الملفوظ حرفاً حرفاً ॥

"قاضی حمید الدین ناگوری کا انکے ساتھ بھی یہی سوال و جواب ہوا۔

سلطان نظام الدین دہلوی کے حضور جب یہ ذکر آیا تو فرمایا کہ ا
وہی ہے کہ عقل بین نہ آوے ۔

اخلاقِ حسنہ اہل بیتِ حضرت

اخلاق شریفہ امام حسنؓ کے سب پر فائق ہیں ۔ ایک روز کوئی
اعرابی آپ کے سامنے مذمت کرنے لگا ۔ آپنے خدام کو فرمایا ۔
اس کو دودھ وہ آگے جو ہمارے رکھا ہے دو ۔ یہ بھوکا ہے ۔ وہ دودھ پیکر سے اور
کھانا کھاتے پھر وہ مشغول بکار رہا ۔ فرمایا جتنے گھر میں درہم ہیں
اسکو دیدو ۔ خدام نے تین ہزار درہم اسکو دیدئیے ۔ فرمایا ۔ اتنا
ہی ہمارے پاس تھا ۔ اسکو قبول کر پھر کبھی حاجت ہوگی تو آجانا ۔
اسنے کہا ۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ یعنے
اللہ تعالیٰ اچھا جانتا ہے جس جگہ اپنی رسالت اتارتی ۔ آپ
اہل بیت رسالت ہو ۔ اللہ نے خوب جانا ۔ آپ اس درجہ کے
ہو ۔ آپکے ہم پایہ کوئی نہیں ۔ حضرت امام صاحب کو مدح و مذمت
برابر تھی کیونکہ سب نہ مذمت کے برا نہ جانتے ۔ اور مصداق اس
آیت شریف کے تھے ۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

یعنے جو شخص کہ صبر کرے اور معاف کرے یہ کام بڑا اولوالعزم کا
ہے ۔ یہ وصف اولوالعزمی کا خاصہ آپکی ذات کا تھا ۔ جیسا شاعر
نے کہا ۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اساء

حضرت امام حسینؑ کا ذکر ہے کہ ایک دن کوئی سائل آیا زمین پر لکھ کر
اظہار حاجت جتاتا تھا کہ زبانی سوال حرام ہے۔ اظہار حاجت
کا کلام کر بولا کہ میں نے حضرت سے سُنا ہے۔ اگر حاجت ہو تو اسکے
پاس ظاہر کرو جو حامل قرآن ہو یا اصیل النسب ہو یا غنی کریم ہو
سو تینوں اوصاف آپ میں ہیں۔ قرآن شریف آپکے گھر میں اترا
آپ حضرت کی صورت پر ہیں اور کریم ابن الکریم ہیں۔ حضرت امام
صاحب نے فرمایا کہ میں نے والد شریف سے سُنا تھا۔ فرماتے تھے۔
المعروف بقدر المعرفۃ یعنے سخاوت کرنی بہ اندازہ علم
وزن کے ہے جس قدر علم زیادہ ہو اوسی قدر بخشش زیادہ کرے۔
اگر کم ہو تو کم کرے۔ کہ ایک ہزار کی تھیلی رکھی ہے تین سوال
ہیں۔ اگر تینوں جواب پورے دیگا تو ساری دیدونگا۔ اول یہ کہ
سب عملوں سے عمل کونسا اچھا ہے اوس نے جواب دیا ایمان پھر
فرمایا ہلاکت سے کون چیز بچانیوالی ہے بولا توکل اعتماد براللہ تعالیٰ
پھر فرمایا زینت آدمی کی کیا ہے بولا۔ علم باحلم فرمایا اگر یہ نہ ہو پھر کیا۔
بولا غنی باکرم۔ فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر کیا۔ بولا فقر باصبر فرمایا
اگر یہ نہ ہو تو پھر کیا۔ کہا الموت ہے۔ آپنے وہ تھیلی ساری اسکو
دیدی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال شرع میں حرام ہے اور دینا
بقدر معرفت دین محتاج کو واجب۔ اہل غنا و ذریات الشیطان کو
دینا حرام ہے۔

طوفانِ اسلام کل عالم پر غالب

شیخ محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جہاں
تک حضرت کا معراج شریف میں قدم مبارک گیا سب عالم

زیر طاقت قدم حضرت ؐ کے ہیں۔ دین کی طاقت و برکت قدم مبارک
کل عالم پر حاوی ہے۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے فرمایا۔ جو قدم
حضرت ؐ نے اٹھایا تھے اوس جگہہ قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت کہ باب
نبوۃ بند ہوگیا۔ قدم نبوت پر کسی کی طاقت نہیں کہ کوئی قدم
رکھے۔ شیخ محی الدین قدس سرہ باب ۳۶ فتوحات میں فرماتے ہیں
کہ شیخ عبد القادر بغدادی کا تصرف سوائے اللہ کے سب چیز
پر ہے۔ ایسا قطب صاحب تصرف کا کوئی نہیں سنا۔ میری
ملاقات انکسے نہیں ہوئی۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے اپنے قصیدہ رائیہ میں فرمایا۔

واجلسنی بقاب قوسین بسیدی علیٰ
منبر التخصیص فی حضرت المجد

یعنے مجکو قاب قوسین میں میرے سردار نے دربار الہی میں منبر تخصیص
پر بٹھایا۔

وہی عالم غیب ہے جسمیں حضرت غوث پاک معراج حضرت العالمین
کے اور رحمت اللعالمین کے ہوئے۔ جو کچھ انعام و خلعت انکی
تعریف نہیں ہوسکتی۔ آپ فرماتے ہیں۔

کسانی خلعۃ بطراز عزم
وتوجنی بتیجان الکمال
بلاد اللہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قلبی قد صفالی

ترجمہ پہنائی مجکو خلعت منقش بہ اعزاز اور مجکو تاج صاف کمالیہ
کے پہنائے۔

سب خدائی ملک میرے ملک میں۔ اور میری اوقات دل سے